دلائلِ قاطعه
علی
جنازة الغائبه

محمد مرصاد حیدر تیمور آسوی

فہرست

غائبانہ جنازہ کے خلاف فیصلہ کن دلائل

سوال: کیا غائبانہ نمازِ جنازہ ناجائز ہے؟ اور اگر پڑھ لی جائے تو اس میں مضائقہ کیا ہے؟ یا پھر جنازہ کی حیثیت سے نا سہی کسی کی عقیدت و اظہار یکجہتی وغیرہ کے سبب بھی تو پڑھی جا سکتی ہے۔

الجواب بعون الوهاب اول الحمدا لک یا مسبب الاسباب و الصلاة و السلام علی مشفع الحساب صاحب القرآن و شارع الاسلام و علی اصحابه الکرام و ازواجه العظام و آله القوام اجمعين اما بعد

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

" وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ"

مقدمہ

دین حنیف و مبین میں کسی طور کسی بھی معاملہ میں افراط یا کسی قسم کی تفریط کا کوئی عنصر موجود نہیں ہے اور نا ہی شارع نے ایسی کسی روش کے پروان چڑھنے کی گنجائش ہی باقی رہنے دی۔ دین اسلام میں عبادات و معاملات میں حلال و حرام اس طرح سے مذکورہ ہیں کہ معبود نے جو طریقہ عبادت بتا دیا بس وہی رائج رہے گا اور اس میں کسی قسم کی اضافت و قلت ہر گز قبول نہیں بلکہ ایسا کرنے والا فاعل بدعتی اور دین کا قاطع تصور کیا جائے گا جبکہ معاملات عامہ انسان کی اپنی روش پر ہیں تو اس میں اصول وضع کیے گئے لہٰذا جس بھی معاملہ میں کتاب اللہ سے قطعی حرمت ثابت ہو وہ حرام اور جسے کتاب اللہ اور شارع نے حلال کیا وہ حلال ہی رہے گا نیز پیش آئندہ مسائل میں حلال و حرام کی علل دیکھنے کے بعد اس کا حکم جاری ہو گا ورنہ اصلاً ہر چیز مباح رہے گی۔

تمہید کا مقصد یہ باور کروانا تھا کہ مخلوق کسی بھی نیک نیتی کے سبب یا کسی مصلحت کے سبب خود سے کوئی ایسی چیز ایجاد کر کے رائج نہیں کر سکتی دین میں جس کا صریح اور واضح حکم دین میں موجود نا ہو یا اس کے خلاف حکم موجود ہو اور ایسا کرنے والا بلاشبہ جہالت میں ہے اور نفس کی پیروی میں بڑھا ہوا ہے یا پھر اپنے جہل کے ہاتھوں لاچار ہے۔ زیر مطالعہ کتابچہ کے نام سے ہی موضوع ظاہر ہے کہ اس میں ایک ایسی روش و طریقہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو آج کل عام ہوتی جارہی ہے اور بغیر کسی ٹھوس سند اور حجت کے اس پر عوام عمل پیرا ہے کیا اس سے بڑھ کر افسوس کی کوئی بات ہو سکتی ہے کہ ایک ایسا طبقہ جو علوم دینیہ کا پختہ علم بھی نا رکھتا ہو اور مزاجِ شریعت کے کم و بیش سے بھی نا آشنا ہو مگر وہ اپنے تعیں ایک عمل کو روا کرے اور پھر اس کا کھلا اعلان کرتے ہوئے بقیہ لوگوں کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دے لہٰذا ایسے بہت سے ناسور عوام

میں رواج پاتے جا رہے ہیں جس کی بنیادی وجہ نابلد لوگوں کو بہت سے اختیارات سے نواز دینا اور یہ کہہ دینا کہ دین تو سب کا ہے جسے سمجھ آ گیا وہ عمل کرے اور یوں نیم ملا خطرہ ایماں کی عملی تصویر ہمارے سامنے موجود ہے۔

یہاں مسئلہ بیان کیا جاتا ہے نمازِ جنازہ کا اور وہ جنازہ جو بغیر میت کے پڑھی جاتی ہے جسے جانا جاتا ہے غائبانہ نماز جنازہ کے نام سے اور اس کے پڑھنے میں اس طبقہ کی جانب سے کوئی عار محسوس کرنا تو درکنار بلکہ اس کا اہتمام کرنا فرض سمجھا جاتا ہے لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ یہ اضافہ ہے فرضیت میں اور اس کی جو بنیادیں ہیں وہ قوی نہیں کہ شرع کی امارت اس پر قرار پا سکے، کچھ براہین پیش کیے جاتے ہیں جن سے ہمارا مقصود ایسی بدعات کا رد اور یہ فہم عام کرنا مقصود ہے کہ جو چیز خود شارع یا ان کے اصحاب سے منقول نا ہو اسے رائج کرنا غلط ہے کسی طور بھی صحیح نہیں بھلے اس کی کوئی مصلحت یا ترغیب نکالی جائے۔

جنازہ کے فرائض و شرائط:

سب سے پہلے تو جنازہ کے فرائض و شرائط کو جان لیا جائے کہ کسی جنازہ کے صحیح ہونے کی صورتیں کیا ہیں اور اگر ان شرائط میں سے کوئی ساقت ہو تو کیا جنازہ ہو جائے گا یا نہیں۔

نمازِ جنازہ کے فرائض دو ہیں :

1. چار تکبیرات
2. قیام یعنی کھڑا ہونا

نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں:

ایک قسم کی وہ شرطیں ہیں جو نماز پڑھنے والوں میں پائی جانی ضروری ہیں، یہ وہی شرائط ہیں جو دیگر نمازوں کے لیے ہیں، مثلاً: طہارت (جسم، کپڑوں اور جگہ کا پاک ہونا)، ستر عورت یعنی بدن کے ضروری حصوں کا چھپا ہوا ہونا، قبلہ کی طرف منہ کرنا اور نیت۔

دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کا تعلق میت سے ہے، وہ چھ ہیں:

1. میت کا مسلمان ہونا، لہٰذا کافر اور مرتد کی نماز جنازہ درست نہیں۔
2. میت کے بدن کا نجاست حقیقیہ اور نجاست حکمیہ سے پاک ہونا۔

3. میت کے ستر کا چھپا ہوا ہونا، لہٰذا میت اگر برہنہ ہو تو اس کی نماز جنازہ درست نہیں۔
4. میت کا نماز پڑھنے والوں کے آگے ہونا، اگر میت نماز پڑھنے والوں کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں۔
5. میت یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا، اگر میت لوگوں کے ہاتھوں پر ہو یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اس حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو عذر کے بغیر صحیح نہ ہو گی۔
6. میت کا وہاں موجود ہونا، اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز صحیح نہ ہو گی۔ [1]

تو سب سے اول ہم نے جان لیا کہ کسی جنازہ کے صحیح ہونے کی شرائط کیا ہیں اور اس میں مطلوب شرط بھی پائی گئی کہ جنازہ جب ہی صحیح ہے کہ میت سامنے موجود ہو اگر موجود ہی نہیں ہے تو جنازہ چہ معنی دارد؟ لیکن اس کے برعکس سہولت سمجھیں یا کچھ اور ایک مزید اس نماز میں کر ڈالا گیا وہ ہے بغیر میت کے جنازہ لہٰذا کوئی کہیں وفات پائے تو جنازہ کوئی کہیں پڑھے۔ بات کو مزید آگے بڑھانے سے قبل یہ جان لینا ضروری ہے کہ آخر جنازہ پڑھنے کا سب سے زیادہ حق کن پر ہے اور ان کے ادا کرنے کے بعد باقیوں پر کچھ فرض باقی رہتا ہے یا نہیں؟

جنازے کی امامت اور ادائیگی کے اول حقدار:

وَأَوْلَى النَّاسِ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ السُّلْطَانُ إِنْ حَضَرَ، لِأَنَّ فِي التَّقَدُّمِ عَلَيْهِ ازْدِرَاءً بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَحْضُرْ فَالْقَاضِي، لِأَنَّهُ صَاحِبُ وِلَايَةٍ، فَإِنْ لَمْ يَحْضُرْ فَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيمُ إِمَامِ الْحَيِّ لِأَنَّهُ رَضِيَهُ فِي حَالِ حَيَاتِهِ، قَالَ: ثُمَّ الْوَلِيُّ، وَالْأَوْلِيَاءُ عَلَى التَّرْتِيبِ الْمَذْكُورِ فِي النِّكَاحِ (میت پر نماز جنازہ کا سب سے زیادہ حق دار سلطان ہے بشرطیکہ وہ موجود ہو، اس لیے کہ اس پر آگے بڑھنے میں اس کی تحقیر ہے لیکن اگر سلطان موجود نہ ہو تو قاضی زیادہ حق دار ہے، اس لیے کہ وہ صاحب ولایت ہے، پھر اگر قاضی بھی موجود نہ ہو تو محلے کے امام کو آگے بڑھانا مستحب ہے، کیوں کہ میت اپنی زندگی میں اسے پسند کرتا تھا، فرماتے ہیں کہ پھر میت کا ولی مستحق ہے، اور اولیاء اسی ترتیب پر حق ہوں گے جو نکاح میں مذکور ہے۔) [2]

مذکورہ بالا مسئلہ سے ظاہر ہوا کہ جنازہ پڑھانا اول کن کا حق ہے اور اس کی ترتیب کیا ہے نیز مزید یہ بھی جان لیں کہ اگر سلطان و ولی نے جنازہ نہیں پڑھایا پڑھ لیا تو کیا ایسے میں دوسروں کے لیے خود سے دوبارہ جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] (علامه ابن قدامه، المغنی، شروط صلاۃ الجنائز، ج 2)
(علامه ابن عابدین، رد المحتار، فصل فی شروط الصلاۃ، ج 2)
(امام نووی، المجموع شرح المهذب، فروع: صلاۃ الجنازه، ج 5)

[2] (احسن الهدایه، کتاب الصلاۃ، فصل فی الصلاۃ علی المیت، ج 2، ص 408)

توصاحب ھدایہ فرماتے ہیں:فَإِنْ صَلَّى غَيْرُ الْوَلِيِّ وَالسُّلْطَانِ أَعَادَ الْوَلِيُّ (پھر اگر ولی اور سلطان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے نمازِ جنازہ پڑھ لی تو ولی اگر چاہے تو نمازِ جنازہ کو دوبارہ پڑھ سکتا ہے)

وَإِنْ صَلَّى الْوَلِيُّ لَمْ يَجُزْ لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَهُ (اور اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی تو اس کے بعد کسی کے لیے بھی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے) [3]

فرضیتِ نماز مکمل ہونے کے بعد اسے دہرانا درست نہیں ہے کہ

الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ فَرْضُ كِفَايَةٍ تَسْقُطُ بِأَدَاءِ الْوَاحِدِ إِذَا كَانَ هُوَ الْوَلِيَّ وَلَيْسَ لِلْقَوْمِ أَنْ يُعِيدُوا بَعْدَ ذَلِكَ (نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر ایک ولی بھی ادا کر دے تو فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ باقی لوگوں کو دوبارہ ادا کرنے کی اجازت نہیں)۔ [4]

تکمیل فرض کے بعد جنازہ نفلی ہو جاتا ہے اور اس کا پڑھنا جائز نہیں:

وَأَنْ صَلَّى الْوَلِيُّ لَمْ يَجُزْ لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَهُ، لِأَنَّ الْفَرْضَ يَتَأَدَّى بِالْأَوَّلِ، وَالنَّفْلُ بِهَا غَيْرُ مَشْرُوعٍ، (اگر ولی نے نماز جنازہ ادا کر لی تو کسی کے لیے جائز نہیں کہ اس کے بعد نماز جنازہ پڑھے۔ کیونکہ فرض پہلی بار ادا ہو چکا ہے اور نفل جنازہ جائز نہیں)۔

فوائد:

مذکورہ بالا مسئلہ سے ثابت ہوا کہ جنازہ دوہرانے کی اجازت تبھی ہے کہ سلطان و ولی نے جنازہ نا پڑھا ہو اور ان کے لوٹنے پر جنازہ دوبارہ پڑھا جائے لیکن اگر تو سلطان یا ولی نے جنازہ پڑھ لیا تھا تو اب کسی طور بھی جنازے کا دوبارہ پڑھنا جائز نہیں، یہ محض تکلف اور اضافت ہے جس کا کوئی مقصود نہیں کہ یہ عمل فرضِ عین نہیں ہے کسی ایک جماعت کے ادا کرنے سے سبھی کا ہو گیا لیکن اس رخصت کے باوجود عزیمت کا راستہ اختیار کرنا اور غیر فرض میں فرض کی سی شدت کو اپنانا محض اللہ کے عطا کردہ اصول سے تجاوز ہے اور خود پر مشقت لازم کرنا فرض ہے اور خود سے کسی شے کو فرض تک لے جانا ہے جو کسی طور بھی شرع کو منظور نا ہو گا۔

---

[3] (ایضاً ، ص 409)

[4] (المبسوط للسرخسی، ج 2، ص 126)

اب یہ تو ظاہر ہو ہی چکا کہ ایک مرتبہ جنازہ ادا کرنے کے بعد دوہرانے کا کوئی جواز نہیں لیکن یہاں مزید بات غائبانہ نماز جنازہ پر کرتے ہیں جس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ میت ملی ہی نہیں تو کیا اب اس جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ دوجی یہ کہ ایک ہی شخص کی جنازہ تو ہو چکی مگر اس کی عقیدت میں دوبارہ اس کی جنازہ پڑھی جائے اس حال میں کہ وہ میت بھی موجود نا ہو، اور علاقہ بھی دوسرا ہو۔

غائبانہ نماز جنازہ:

ایسا جنازہ جس میں میت موجود نا ہو اور پڑھا جائے تو یہ جائز نہیں ہے اور اس کی اصل بھی شرع میں موجود نہیں ہے کہ جنازہ کی شرائط میں سے میت کا حاضر ہونا بھی شامل ہے اور اگر میت ہی موجود نہیں ہو شرط ساقط ہو گئی اور کسی ایک شرط کے مفقود ہونے پر عمل کی تکمیل کیوں کر ممکن ہو سکتی ہے؟ اس کے برعکس پھر بھی اگر کوئی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا چاہتا ہے تو ہم کہتے ہیں اس کا یہ عمل صحیح نہیں کہ اس پر کوئی صریح حکم اور صحابہ کا عمل موجود نہیں ہے جسے ہم حجت بنا سکیں اور جب حجت موجود نہیں تو خود کوئی بھی کام دین میں داخل کرنا ہم پر گراں ہے۔ ذیل میں ان دلائل کا ذکر کرتے ہیں جو غائبانہ جنازہ کے حق میں دیے جاتے ہیں:

حضرتِ نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ

غائبانہ جنازہ پڑھنے والے اس روایت کو اپنے لیے حجت و دلیل بناتے ہیں اور اس سے اخذ کرتے ہیں کہ کسی میت کے حاضر نا ہونے پر بھی جنازہ ہو سکتا ہے اور یہ سنتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے جب کہ حقیقت میں ان کے اس دعوہ میں بھی اصلاً حجت موجود نہیں ہے کہ رسول اللہ کے بیشتر معاملات ایسے ہیں جو ان سے خاص ہیں نیز حضرت نجاشی کی وفات مدینہ سے کہیں دور حبشہ میں ہوئی تھی اور اس دور میں وہاں جانا مشکل تھا اس پر طرہ یہ کہ اطلاع انتقال بھی بروقت نا ملی لہٰذا جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو معلوم ہوا تو آپ نے ان کی جنازہ پڑھائی جس میں بھی مختلف شارحین کے اقوال موجود ہیں، جیسے کہ علامہ حصکفی الدر المختار میں فرماتے ہیں:

وَصَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّجَاشِيِّ لُغَوِيَّةٌ أَوْ خُصُوصِيَّةٌ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت نجاشی پر نماز جنازہ، یا اصطلاحی نماز جنازہ نہ تھی بلکہ لغوی صلاۃ (یعنی دعائے مغفرت) تھی۔ یا آپ کی خصوصیت)۔

علامہ شامی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

الْمُرَادُ بِهَا مُجَرَّدُ الدُّعَاءِ وَهُوَ بَعِيدٌ، أَوْ خُصُوصِيَّةٌ لِأَنَّهُ رُفِعَ سَرِيرُهُ حَتَّى رَآهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِحَضْرَتِهِ (یاتو صلاۃ سے مراد محض دعائے مغفرت ہے مگر یہ بات حقیقت سے دور ہے یا یہ آپ کی خصوصیت ہے کیونکہ ان کی میت کو اٹھا کر سامنے رکھ دیا گیا تھا یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے سامنے دیکھا)۔ [5]

مزید اس پر مکتبہ اہل حدیث کے اپنے محقق ڈاکٹر شفیق الرحمن لکھتے ہیں کہ:

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصے سے دلیل لی جاتی ہے۔ یہ قصہ صحیح بخاری (1333, 1328, 1327, 1320, 1380, 1245) اور صحیح مسلم (951) میں موجود ہے مگر ان سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ [6]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الجنائز میں حدیث نجاشی سات مرتبہ لائے ہیں۔ اس سے انہوں نے چار مسائل ثابت فرمائے:

1. جنازے میں صف بندی
2. جنازہ میں امام کے پیچھے دو یا تین صفیں ہونا
3. جناز گاہ میں جنازہ پڑھنا
4. جنازے میں چار تکبیریں کہنا

پوری کتاب الجنائز میں انہوں نے ایک مرتبہ بھی اس سے غائبانہ جنازہ کا صراحتاً یا اشارۃً استدلال نہیں کیا اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک اس روایت سے غائبانہ نماز جنازہ کا استدلال درست نہیں اس لیے کہ یہ جنازہ حاضر میت پر تھا۔

حضرت نجاشی کے جنازہ میں میت کے سامنے ہونے پر امام واحدی نے اپنی کتاب اسباب النزول میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا کہ:

كُشِفَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَرِيرِ النَّجَاشِيِّ مَتَى رَآهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ (حضرت نجاشی کا تخت (جس پر ان کی میت رکھی تھی) نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے منکشف کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے دیکھ کر نماز جنازہ پڑھی)۔ [7]

بیشتر اور روایات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت نجاشی کا جنازہ غائبانہ تھا ہی نہیں بلکہ وہ حاضر میت تھا۔

---

[5] (شامی، ج 2، ص 209)
(البحر الرائق، ج 2، ص 179)
(بدائع الصنائع ، 3111)

[6] (نماز نبوی صفحہ 392، طبع دار السلام لاہور)

[7] (زرقانی علی المواہب، ص 87، ج 8)-(عمدۃ القاری، ص 119، ج 8)-(فتح الباری، ص 432، ج 3)

خود رسول اللہ ﷺ کا غائبانہ نماز جنازہ سے احتراز فرمانا:

حضور اقدس ﷺ کے زمانہ حیات میں اگر کوئی فوت ہو جاتا اور رات کی تاریکی یا گرمی وغیرہ کے سبب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع نا دی جاتی جنازہ کی اور صحابہ خود پڑھ کر دفنا دیتے تو معلوم پڑنے پر رسول اللہ ﷺ فرماتے: لا تفعلوا ادوعنی لجنائزکم (ایسا نا کیا کرو مجھے اپنے جنازوں کے لیے بلا لیا کرو)۔

مذکورہ حدیث کو ابن ماجہ نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے بلکہ وجہ بیان کرتے ہوئے رحمت ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے: لا تفعلوا لا یموتن فیکم میت ما کنت بین اظهرکم الا اذ نتمونی به فان صلوتی علیه رحمة (ایسا نا کیا کرو بلکہ جب میں تمہارے درمیان تشریف فرما ہوں تو ہر گز تم میں کوئی نا مرے جس کی اطلاع مجھے نہ کیا کرو کیونکہ اس پر میرا نماز پڑھنا موجب رحمت ہے)۔

اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند احمد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور مزید امام مسلم نے صحیح مسلم میں اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: ان هنه القبور مملوة علی اهلها ظلمته و انی انورها بصلاتی علیهم (بے شک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہوئی ہیں اور بے شک میں ان پر نماز پڑھ کر انہیں روشن فرماتا ہوں) [8]

تو ذرا غور کیجئے رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اپنی امت سے اس قدر محبت فرماتے ہیں کہ ان کا جنازہ بھی یوں جانے نہیں دیتے اور خود ان کے لیے باعثِ برکت بنتے ہیں ان کی عافیت کا سبب بنتے ہیں انہیں ظلمتوں سے نار سے بچاتے ہیں تو کیا یہاں ان کو یہ گوارا نا رہا کہ مرحومین کی جنازہ ایک بار پھر پڑھ لی جائے؟ دفن ہو چکے لہٰذا غائبانہ پڑھ لی جائے؟ لیکن نہیں رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ وارشاد فرمانے کے بعد جنازہ نہیں پڑھائی یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ ایک طرفہ اضافت ہے اور کچھ نہیں جس کی بنیاد ظن و قیاس پر ہے اور قیاس بھی کامل نہیں بلکہ ایک مجہول سہارا ہے۔

[8] (غائبانہ نماز جنازہ افادات و اضافات، ص 25 ، مطبوعہ: مرکزی مجلس امام اعظم لاہور پاکستان)

شہداء احد پر نمازِ جنازہ کو غائبانہ جنازہ کا جواز بنانا باطل ہے

مذاہبِ شافعیہ والے اور دیگر جو غائبانہ جنازہ کے جواز میں ہاتھ پیر مارتے ہیں وہ ایک اور حدیث کو اس عمل پر قیاس کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے واقعہ احد کے آٹھ سال بعد ایک یوم اسی مقام پر جا کر شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی، ملاحظہ کیجیے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاَتَهُ عَلَى المَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى المِنْبَرِ، فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ -أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ- وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا (عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک دن باہر آئے اور آپ نے احد میں شہید ہونے والوں پر وہی نماز پڑھی جو میت پر پڑھی جاتی ہے پھر آپ نے منبر کی طرف رخ کیا...الخ)۔ [9]

یہاں اگرچہ ترجمہ "شہداء احد پر نمازِ جنازہ پڑھنے" کا کیا گیا ہے لیکن "صلاة على" کا مفہوم صرف نماز جنازہ نہیں ہوتا بلکہ دعاء بھی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: (وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ) [10]

"یعنی نبی اکرم ﷺ کو صدقہ دینے والوں پر دعاء خیر کی تلقین کی گئی ہے اس آیت میں وارد " صَلِّ عَلَيْهِمْ " کے الفاظ سے کسی کے نزدیک بھی نمازِ جنازہ مراد نہیں لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ "صلاة على" کی اصطلاح نمازِ جنازہ کے لیے مخصوص ہو گئی ہے۔

واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں جس نماز یا دعاء کا ذکر ہے وہ واقعہ متفقہ طور پر جنگِ احد کے تقریباً آٹھ سال بعد کا ہے، اس لیے وہاں مراد نمازِ جنازہ نہیں بلکہ وہی الفاظ دعاہیں جو عموماً نمازِ جنازہ میں پڑھے جاتے ہیں، اس کی تائید حدیث مذکورہ میں واردان الفاظ سے بھی ہوتی ہے کہ اس دعاء کے بعد رسول اللہ ﷺ نے منبر کا رُخ کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ واقعہ مسجد نبوی کا ہے نہ کہ مقامِ احد پر جا کر نماز پڑھنے کا۔

اس کے علاوہ بیشتر ایسی روایات بھی موجود ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ معرکوں میں شہید ہونے والوں کی جنازہ نہیں پڑھی، غزوہ احد کو ہی لیجیے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ، فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلاَءِ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا، وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ'

---

[9] (صحیح البخاری، رقم: 1344)- (فتح الباری، ج 3، ص 209)

[10] (التوبة:١٠٣)

(نبی اکرم ﷺ شہداء احد کی تکفین کے لیے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں جمع کرتے تھے پھر پوچھتے کہ ان میں سے کس کو قرآن زیادہ آتا تھا پھر جس کے بارے میں بتایا جاتا، اسے لحد میں آگے رکھتے اور کہتے کہ قیامت کے دن ان لوگوں پر گواہ ہوں گا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ان کی تدفین خون میں لتھڑے ہوئے کرنے کا حکم صادر فرمایا، انھیں غسل دیا گیا اور نہ اسے کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی)۔ [11]

اس کی تائید حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ شہداء احد کو بغیر غسل خون میں لتھڑے ہوئے دفن کیا گیا تھا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی۔ [12]

شہداء احد کے بارے میں نمازِ جنازہ کی عدم ادائیگی پر دلالت کرنے والی احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے انھیں متواتر قرار دیا ہے۔ [13]

خلافتِ راشدہ اور بعد کے ادوار مین شہدائے معرکہ کی نمازِ جنازہ کا رواج نہیں ہوا۔ کجا یہ کہ غائبانہ جنازہ ہو۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ:

(رسولِ کریم ﷺ نے احد کے شہداء پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی اور یہ بھی معروف نہیں کہ آپ ﷺ نے دیگر غزوات میں اپنے کسی ساتھی شہید ہونے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی ہو۔ اسی طرح بعد ازاں خلفائے راشدین اور ان کے ماتحت حکام کا طرزِ عمل رہا ہے)۔ [14]

فوائد:

ان روایات کو سامنے رکھتے ہوئے ثابت ہوتا ہے کہ جب احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے شہداء کی جنازہ نہیں پڑھی تو آٹھ سال بعد ان کی جنازہ پڑھنا سمجھ سے پرے ہے، نیز اس روایت کی تاویل بھی اوپر پیش کر دی گئی اور اس روایت کو غائبانہ جنازہ کے لیے حجت بنانا کسی طور بھی صحیح و مقبول نہیں ہے بس پہلے سے بنے ذہن کی بات کو صحیح ثابت کرنے کے واسطے اِدھر اُدھر سے بات کو گھیرنا ہے۔

حاصلِ کلام اور لمحہ فکر

جیسا کہ بارہا عرض کر دیا گیا ہے کہ وہی فعل و رسم دین میں مقبول ہے جس کی سند سنت میں موجود ہو گی ورنہ کسی طور ہم ایسی کسی شے کو فقط ظن و قیاس کی بنا پر قبول نہیں کریں گے۔ ہمارے لیے مشعلِ راہ جانم سلطانم سیدی و سیدنا آقائے ہر عالم احمد مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ اور ان

---

[11] (فتح الباری، ج:۳، ص:۲۰۹،)- (صحیح البخاری، بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الشَّهِيدِ، رقم: ۱۳۴۳)
[12] (احمد ، ابوداؤد، ترمذی)
[13] (فتح الباری، ج:۳، ص:۲۱۰، بحوالہ کتاب الام للشافعی)
[14] (زاد المعاد، ج:۲، ص:۹۸)

کے اصحابِ باکمال کا عمل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین (تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے)۔ [15]

تو تسلی سے خلفائے راشدین کے ادوار کا مطالعہ کیجیے اور پھر بتلایئے کوئی ایک روایت یا حدیث جس سے ثابت ہو سکے کہ غائبانہ جنازہ کا عمل کسی ایک سے کسی ایک کے لیے ثابت ہو۔

امام ابن قیم نے خود بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ: ولم یکن من ھدیه و سنته علی کل میت غائب ، فقد مات خلق کثیر من المسلمین وھم غیب فلم یصل علیھم (غائبانہ نماز جنازہ نا آپ ﷺ کا ہدیہ ہے نا آپ ﷺ کی سنت مبارکہ، مسلمانوں میں بہت سے لوگ فوت ہوئے اور وہ آپ ﷺ سے غائب بھی تھے آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ فرمائی)۔ [16]

یہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ: خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر اس کے بعد کے پھر اس کے بعد کے (تابعین و تبع تابعین)۔ [17]

مقام حیرت ہے خیر القرون کے مسلمان تو اس سنت سے نابلد رہے مگر پندرھویں صدی میں اٹھنے والوں کو اس کا علم ہو گیا۔ نتیجہ یہی ہے کہ خود سے تراشے گئے صنم مقبول نا ہوں گے!

لہٰذا بات یہی ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی معزز ہو اور کہیں بھی فوت یا شہید ہو اس کی جنازہ اگر پڑھی جائے تو سب سے پہلا حق اس کے قریب والوں کا ہے اس کے ولی کا ہے، اور جب انہوں نے جنازہ پڑھ لی تو کسی اور پر فرض باقی نا رہا، جنازہ تو ویسے بھی فرض کفایہ ہے محلے میں سے کوئی ایک ادا کرے تو سب کی ہو گئی پھر آخر کیا پڑی کہ کسی دوسرے شہر یا ملک میں مرنے والے کی جنازہ کا اہتمام بغیر میت کے کسی دوسرے شہر و ملک میں کیا جائے؟ کیا شرع سے بڑھ کر ہیں شخصیات؟ اور اگر اس کی یہ تاویل بھی کی جائے کہ یہ اظہارِ یک جہتی ہے تو بالکل باطل تاویل و علت ہو گی کہ ایسے کام کے واسطے ایک حلقہ کا دعا کرنا کافی ہے بلکہ یہی احسن ہے برعکس دین میں سے ایک شے کو غلط رنگ دے کر مباح کر دینا اور اس پر کاربند بھی ہو جانا یہ کہاں کی شرافت کہاں کا عدل؟ کسی طور بھی کسی شخص کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا درست نہیں بلکہ ناجائز ہے۔

---

[15](جامع ترمذی، ج 3، ص 93) - (سنن ابو داؤد، ج 3، ص 379) – (صحیح ابن حبان، ج 1 ، ص 165)

[16](زاد المعاد ، صفحه 163)

[17](جامع ترمذی، ج 2، ص 46) – (مشکوٰۃ المصابیح، صفحه 553) – (صحیح بخاری، ج 1، ص 515) – (صحیح مسلم، ج 2، ص 309)

اللہ تعالیٰ جلہ جلالہ ہمیں ایسے ہر قسم کی اضافت اور نفس کی پیروی سے محفوظ رکھے اور ہدایت کے راستے پر چلائے ان کو جو علم نہیں رکھتے مگر دین میں اضافہ کرتے ہیں کہ کسی طور بھی اسلام لاوارث نہیں ہے اور جب کسی شے میں کوئی شائبہ پایا جائے تو افضل یہی ہے کہ احتیاط کا مذہب اپنایا جائے بجائے اپنے موقف پر بے بنیاد علل کو گھسیٹا جائے۔ فقط واللہ اعلم

مرصاد حیدر تیمور

22اپریل2026ء

04ذیقعدہ1447ھ